واہ ۔۔۔۔ میرے اللہ

آج دی خبر
ف۔ر۔ی

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی تخلیق سے پہلے ہی اس کے رزق، زندگی اور موت کا فیصلہ فرما دیا ہے اور اسی بات کا نام تقدیر رکھا گیا ہے۔ جو شخص بھی اس دنیا میں آتا ہے اسے ایک مقررہ وقت پر اس دار فانی کو چھوڑنا ہوتا ہے۔ دنیا جہان کی کوئی تنگی یا فراخی، بادشاہت یا غربت، علم یا جہالت انسان کی موت میں رکاوٹ نہیں بن سکتی ۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جن کے ورثاء دولت کے بکس ہاتھوں میں اٹھائے مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے اس عزیز کی جان بچ جائے۔ ہم نے اپنی زندگی میں ایسے لوگوں کو بھی بچھڑتے دیکھا جن کے لئے دس بیس نہیں ہزاروں لاکھوں لوگ یہ تمنا کرتے پائے گئے کہ ان کی جگہ یہ مجھے موت آجائے۔ میری جان نکال لی جائے لیکن اس ایک شخص کو ہمیشہ کیلئے نہیں تو زندگی کے چند ماہ و سال یا دن ہی اور دے دیئے جائیں مگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی غالب اور اٹل ہے "لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ" کہ آنے والے نے مقررہ وقت پر یہ جہان خالی کرنا ہی ہے اس کیلئے کوئی رعایت اور گنجائش نہیں۔

پھر جانے والے بھی ایسے ہوتے ہیں کہ جنہیں لوگ چند دنوں بعد خواہ وہ دن مہینوں اور سالوں میں تقسیم ہو سکیں یا نہ، بھول جاتے ہیں لیکن بعض لوگ ایسے بھی دنیا سے جاتے ہیں اور اس انداز سے جہان کو چھوڑتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے انہیں بھولنا بھی چاہیں تو نہیں بھول سکتے اور اگر گردش ایام مرنے والوں کی یاد کی لو کو کبھی مدھم کرنے کی کوشش کرتے بھی ہیں تو کوئی نہ کوئی واقعہ یا حادثہ پھر سے ان بچھڑے ہوؤں کی یادوں کو تازہ کر دیتا ہے۔ جن احباب کو شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں یا زیر سایہ کچھ کام کرنے کا موقع ملا ہے یا انہیں حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری سالوں میں جدوجہد اور کوشش کو دیکھنا نصیب ہوا ہے (خواہ دور سے ہی کیوں نہ ہو) وہ یقیناً آج بھی ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہیں جن کا تذکرہ میں نے اوپر کی سطور میں کیا ہے۔ مارچ ۱۹۸۷ء کے بعد ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کئی ایسے واقعات رونما ہوئے کہ جہاں حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کمی کو شدت سے محسوس کیا گیا اور ان کی یاد نے کتنے ہی لوگوں کو غم کے دہکتے کوئلوں پہ لوٹنے پہ مجبور کر دیا۔ میرے یہ سطور لکھنے کا سبب بھی حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یاد ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے خلوص اور محنت کو یوں شرف قبولیت بخشا کہ دنیا میں ہی خوش بختی کی علامت و دلیل بنا دیا۔ مارچ ۱۹۸۷ء کے وہ لمحات کہ جب توحید و سنت کے شاہینوں اور متوالوں کا گلشن ویران ہوا۔ اہلحدیث کے جگر لخت لخت ہوئے وہ گویا کوئی قیامت کا سماں تھا کہ جس کے کرب کی شدت کو کوئی اپنے قلم یا الفاظ سے بیان کرنا بھی چاہے تو شاید وہ باوجود چاہنے اور کوشش کے ایسا نہ کر سکے۔ کہ اس کرب کا اندازہ بس وہی شخص لگا سکتا ہے جس نے اس وقت ان حالات کو محسوس کیا۔ ایسے غمناک حالات میں حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ایک اعتبار سے ان کے چاہنے والوں کے زخموں کی مرہم بھی بنتی چلی گئی کہ ان کی شہادت کے بعد جنت البقیع میں ان کی تدفین کئی بھٹکے ہوئے لوگوں کو توحید و سنت کی دولت سے مالا مال کر گئی جب کسی ذریعے سے یہ خبر ملتی کہ فلاں جگہ پر اتنے لوگوں نے عقیدہ توحید و سنت کو صرف اس لئے اپنا لیا ہے کہ اگر اہلحدیث مسلک حق نہ ہوتا تو ان کا لیڈر اور قائد جنت البقیع میں جگہ نہ لے سکتا تھا تو جاننے والوں کو یک گونہ راحت ہوتی کہ جو شخص جس مقصد کیلئے زندہ رہا اللہ تعالیٰ نے اس کی شہادت کو بھی اسی مقصد کی تکمیل کا سبب بنا دیا اور کتنے لوگ اس کی موت کے بعد اس کے لئے صدقہ جاریہ بن گئے۔ **اللھم اغفرلہ و ارحمہ و ادخلہ الجنۃ الفردوس**

اور یہ کیفیت اس وقت مزید دو چند ہو جاتی ہے جب کتنے ہی لوگ خواہش کے باوجود اس سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ابھی ماضی قریب میں ہی پاکستان کی ایک بڑی قد آور مذہبی و سیاسی شخصیت فوت ہوئی تو ہزار کوشش کے باوجود انہیں ارض مقدس میں جگہ نصیب نہ ہو سکی۔ اور ابھی گذشتہ روز ہی پاکستان کی ایک نامور شخصیت سابق وزیر اعظم پاکستان نواز شریف کے والد محترم میاں محمد شریف جن کی موت کی جگہ جدہ میں مقرر تھی ان کا جنازہ بھی حرم پاک میں ہوا لیکن وہ بھی رائے ونڈ کے "جاتی عمرہ" میں پہنچا دیئے گئے کہ ایں سعادت بزور بازو وے نیست۔ اس سے مجھے کوئی غرض اور بحث نہیں کہ ایک میت پر کس کس نے کتنی سیاست کی اور کون کس حد تک کامیاب یا ناکام رہا "سبب" کچھ بھی ہو یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے کہ کچھ یہاں سے وہاں پہنچا دیئے جاتے ہیں اور کچھ وہاں سے واپس بھجوا دیئے جاتے ہیں البتہ حکومت نے اس غم واندوہ کے افسوسناک موقع پر جس سنگدلی سے جو کردار ادا کیا ہے وہ کسی طور بھی مستحسن نہیں ہے۔

انہیں معلوم بلکہ یاد ہونا چاہیے کہ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں صرف ملکی تاریخ کے ستاون برس پر ہی نظر ڈالیے تو کئی عقدے وا ہو جاتے ہیں اور یہ بات سمجھنے کیلئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی اگر میت کے حوالے سے بات آئی ہے تو یاد کیجئے ابھی کل کی بات ہے کہ ضیاء الحق نے ڈنڈے کے زور پر ذوالفقار علی بھٹو کی میت کو رات کی تاریکی میں گڑھی خدا بخش میں فوجی پہرے میں یا سرکاری اعزاز کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ اور ان کے چاہنے والوں کو آخری دیدار کرنے اور اپنے ہاتھوں اپنے پیارے کو لحد میں اتارنے کی اجازت نہ دی تھی تو ضیاء الحق کا چہرہ بھی اس کی اولاد کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا حالانکہ جب اسے موت آئی تو پاکستان کا صدر بھی تھا اور وردی بھی اس کے زیب تن تھی اور امریکی حکمرانوں کی آنکھوں کا تارا شاید موجودہ حکمرانوں سے کئی گنا بڑھ کر تھا۔ لیکن جیسا کیا ویسا بھر لیا کا محاورہ عملی تصویر بن گیا۔ اس لئے ہمارے حکمرانوں کو طاقت کے نشہ میں اگر انسانی و اخلاقی اقدار یاد نہیں رہتیں تو کم از کم تاریخ کا سبق تو نہیں بھولنا چاہیے کہ شاید تمہارا انجام اس سے بھی بدتر ہو؟ لیکن یہ سارے حقائق تو عقل والوں کیلئے ہیں۔ کہ قرآن کہتا ہے، "فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ"۔